Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ - ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ ، ۳ - وفا ۱۳۷۲ہش ، ۳ - جولائی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۴۷

خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے

خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر جس کا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورو نوش ختم ہو جاوے اور اس لئے اسے ہلاکت کا اندیشہ ہو مگر پھر اُسے سامان میسّر آجاوے جس طرح وہ شخص خوش ہوگا اس سے بھی کہیں بڑھ کر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الاوّل)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقّی بچائے جاتے ہیں، بلکہ اُن کے پاس جو آجاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ اُن سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰)

اعلان نکاح

مکرم منظور احمد صاحب حال جرمنی ابن محترم چوہدری محمود احمد صاحب کاہلوں نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کا نکاح عزیزہ مکرمہ عادلہ احمد صاحبہ بنت محترم چوہدری محمد احمد صاحب کاہلوں دارالصدر شمالی ربوہ کے ہمراہ قرار پایا۔ اس نکاح کا اعلان محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے مبلغ دس ہزار ڈوچ گلڈر حق مہر پر مورخہ ۱۱ر جون ۹۳ء بیت المبارک ربوہ میں فرمایا احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ نکاح ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

والدین اپنے کردار میں پاکیزگی پیدا کریں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں۔ اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ نیز فرمایا خدا کا خوف کرتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور ان کی روحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے اور بنیادوں کا کام دے جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

عائلی زندگی میں مودّت اور رحمت اختیار کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (۔) اس کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے۔ ایک لفظ طین ہے جس کو ہم مٹی کہتے ہیں اس میں نمی کا مفہوم داخل ہے یعنی گیلی مٹی۔ تراب خاک کو کہتے ہیں تو یہ ایک طرز بیان ہے جس سے انسان کو۔ اس کے عاجزانہ آغاز کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ تمہاری حیثیت کیا ہے خاک کے پتلے ہی تو ہو (۔) دیکھو کیسی عظیم تبدیلی واقع ہوئی ہے کہ تم ایسے بشر کی صورت میں دنیا میں ہر طرف پھیل گئے ہو جو تخلیق کائنات کی سب سے اوپر کی منزل پر کھڑا ہے پھر فرمایا (۔) اس کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے (۔) تاکہ تم ایک دوسرے سے سکینت حاصل کرو۔ الیھا کا معنی ہے اسکی طرف سکینت کی خاطر، سکینت کی تلاش میں جھکو (۔) اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ نے محبت اور رحمت رکھدی ہے۔ پس میاں بیوی کے تعلقات کا اس سے بہتر نقشہ نہیں کھینچا جاسکتا۔ پہلے تو یہ بتا دیا کہ تم سب خاک کے پتلے ہو۔ ایک دوسرے پر تمہیں کوئی فضیلت نہیں ہے اور ایک ہی وجود سے پیدا کئے گئے ہو۔ رشتوں کی ایک وجہ تو وہ ہے جو پہلی آیت میں بیان ہوگئی تنتشرون یعنی تم نشوونما پاتے ہو اور دنیا میں پھیل جاتے ہو اور پھیل چکے ہو۔ دوسری وجہ جس کی طرف عموماً توجہ نہیں ہوئی وہ یہ ہے کہ (۔) تاکہ تم اپنے جوڑے سے تسکین حاصل کرو یعنی اپنے دوسرے زوج سے تسکین حاصل کرو۔ الیھا میں تانیث کی ضمیر ہے یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو خصوصیت سے مخاطب کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ تا تم اپنی بیوی سے تسکین حاصل کرو۔ یہ کہنے سے ایک غلط فہمی بھی پیدا ہوسکتی ہے جیسا کہ اکثر دنیا کے معاشروں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ مرد کا کام ہے کہ عورت سے تسکین حاصل کرے۔ عورت کا کام ہے تسکین دے اور اس کے بعد چھٹی۔ اس باطل خیال کو زائل کرنے کی خاطر معاً بعد فرمایا (۔) اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان گہری محبت اور رحمت کا رشتہ قائم فرمادیا ہے اور یہ رشتہ دونوں طرف سے ہے۔ بَیْنَکُمْ ہے اور بینکم نے مضمون کو اور زیادہ وسیع فرمادیا۔ بَیْنَکُمَا نہیں کہا بلکہ بَیْنَکُمْ فرمایا یعنی وہ بچے جو میاں بیوی کے تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں وہ بھی آپس میں محبت اور رحمت کے تعلقات سے زندگی بسر کریں

اور سارے معاشرہ کے لئے یہ پیغام ہے کہ عائلی زندگی میں مودّت اور رحمت کو اختیار کرو۔

(از خطبہ فرمودہ ۱۶ اپریل ۱۹۹۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۔ وفا ۱۳۷۲ ہش ۳۔ جولائی ۱۹۹۳ء

الفاظ اور آواز

بات کہی تو الفاظ ہی میں جاتی ہے۔ لکھی ہوئی ہو تو تحریر پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ کیا کہا گیا ہے۔ اور اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھو کہا کیا گیا ہے۔ اور یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا ہے۔ لیکن کہا کیا گیا ہے کو سمجھنے کیلئے اور دل میں اتارنے کے لئے جس استعداد کی ضرورت ہے وہ بہت کمیاب ہے۔ ہم کتابوں پر کتابیں پڑھ جاتے ہیں اور باتوں پر باتیں سنتے چلے جاتے ہیں لیکن ہم پر ان کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا۔ ہم مضمون کو سراہتے بھی ہیں۔ بات کہنے والے کو بھی داد دیتے ہیں۔ اس کی فصاحت اور بلاغت کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بات کو لچھے دار بھی کہتے ہیں۔ اور اس کا چٹخارہ بھی لیتے ہیں۔ لیکن اس کا ہم اثر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ شائد اس لئے بھی کہ بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ بات دل ہی سے نکلے تو اثر کرے۔ محض لفاظی کام نہیں آتی۔ لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔ دراصل بات کے زاویئے ہوتے ہیں اور بات کی اثر اندازی کے درجے۔ کسی حد تک تو اثر کسی طرح بھی ہو سکتا ہے۔ صرف سُن لینے سے یا صرف پڑھ لینے سے۔ لیکن ایسے اثر کو صحیح معنوں میں اثر اندازی نہیں کہا جا سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ بات سے زیادہ بات کہنے والے کی شخصیت اثر انداز ہوتی ہے۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ سچ بولو۔ سب لوگ سنتے ہیں۔ چند ایک سچ بولتے ہیں۔ پھر ایک شخص اٹھتا ہے جس پر لوگ جانیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں وہ کہتا ہے سچ بولو۔ تو جھوٹ بیخ و بن سے اکھڑ جاتا ہے اور سچ کا بُوٹا لگ جاتا ہے۔ سب سچ بولنے لگتے ہیں۔ اس کے بھی دو درجے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص نے کہا ہے کہ سچ بولو اور ایک یہ کہ آپ نے اس شخص کی آواز میں سُنا کہ سچ بولو۔ اثر پہلی بات بھی کرے گی لیکن جو اثر دوسری بات کرے گی اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

حضرت امام جماعت الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے اسی نفسیاتی اور روحانی نکتہ کے پیشِ نظر فرمایا ہے کہ امام کی آواز میں نصائح سنوائی جائیں۔ نصائح کے الفاظ بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ آواز اثر پیدا کرتی ہے۔ پس امام جماعت کی آواز میں نصائح سُنیں اور سنوائیں۔

گِرنا ہے تو گِر گِر کے سنبھلنا سیکھو
بدلی ہوئی دنیا میں بدلنا سیکھو
چلنے کو تو سب لوگ نظر آتے ہیں چلتے
چلنا ہے تو تم آگے نکلنا سیکھو

ـــــــ ابوالاقبال

نیکی اور بدی

بلندی سے نیچے اترنا ہے آساں
پھسلنا بھی ہے کوئی کارِ نمایاں؟

مگر جب بلندی کی جانب بڑھو گے
بڑی مشکلوں ہی سے اوپر چڑھو گے

تھکاوٹ کا ہر گام احساس ہو گا
بلندی کو اس کا نہ کچھ پاس ہو گا

اگر سانس پھُولا تو رہ جاؤ گے تم
کوئی سخت سی بات کہہ جاؤ گے تم

اگر جائزہ لو کبھی زندگی کا
یہی حال نیکی کا ہے اور بدی کا

بدی ہے بلندی سے نیچے اُترنا
پھسلتے ہوئے دفعتاً آ کے گرنا

نہ طاقت نہ کوشش نہ ہے کچھ ارادہ
بس اِک بے حسی ہے کہ ہے سب سے زیادہ

مگر اس کے برعکس نیکی ہے مشکل
بلندی کی چوٹی جو ہے اس کی منزل

رسائی وہاں تک نہیں اتنی آساں
وہاں تک پہنچنا ہے کارِ نمایاں

یہ ہیں حوصلے اور ہمّت کی راہیں
بدی چھوڑ دیں اور نیکی کو چاہیں

نسیم آپ نے آج تک کیا کیا ہے
گِرے، یا بلندی کو سَر کر لیا ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی نیوز انٹرنیشنل

۱۱ مئی ۱۹۹۳ء

NEWS POST

Salam Prize Award

From Qaiser Mushtaq

Your report on the Salam Prize award ceremony published on May 1 "Scholar Calls for Research Oriented Social Sciences" is misleading and contains numerous mistakes.

There were a number of important omissions in the report as a result of which one can form wrong impressions. As one of the former Salam Prize recipients, I believe it is necessary to point out a few facts for keeping the record straight.

The headline of the report was inappropriate as it was not what Professor A.H.Dani said and meant. The gist of Professor Dani's address was badly presented. The name of he co-recipient of the award for chemistry, Dr. Farzana Latif Ansari, was completely omitted. It is certainly unfair to the lady scientist and the omission indeed does not serve the purpose for which the prize is instituted. I think she deserves a written apology.

While one of the three Salam Prize recipients, Dr. A. H. Bokhari, was overwhelmingly and extensively quoted in the report, the other two recipients, namely Dr. M. Iqbal Choudhary and Dr. Farzana Latif Ansari were totally ignored and not a single sentence was quoted from their speeches. The point is not to object to quoting Dr. Bokhari but to ignoring the other two.

Finally, the report gave the inaccurate impression that the Salam Prize is given to young scientists for writing technical essays. The fact is that the competition is based on original research work published. The research may be, as is commonly the case, published in professional journals of high international reputation but may also include a technical essay which gives the work a still higher standing.

Islamabad

The News International, Tuesday, May 11, 1993

قیصر مشتاق نے نیوز انٹرنیشنل ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہا۔

آپ نے جو رپورٹ سلام پرائز ایوارڈ کی تقریب سے متعلق یکم مئی کو شائع کی ہے اور جس کا عنوان یہ ہے کہ ایک دانشور سوشل سائنسز کو ریسرچ سے وابستہ کرنا چاہتا ہے۔ غلط راہنمائی کرتی ہے۔ اور اس میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ بہت سی باتیں جو اہم تھیں وہ اس رپورٹ میں درج ہونے سے رہ گئی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں کوئی شخص بھی غلط تاثر لے سکتا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جسے اس سے پہلے سلام پرائز مل چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چند ایک حقائق کو ریکارڈ درست رکھنے کے لئے پیش کر دینا چاہیئے۔

اس رپورٹ کی سرخی غیر مناسب تھی کیونکہ یہ وہ بات نہیں تھی جو پروفیسر اے ایچ دانی نے کہی تھی۔ یا جو ان کا مطلب تھا۔ پروفیسر دانی کے خطاب کا خلاصہ غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ ان لوگوں کے نام جنہوں نے کیمسٹری کے ایوارڈ کے سلسلے میں انعام حاصل کئے ڈاکٹر فرزانہ لطیف انصاری کو ان میں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ بات نہایت غیر مناسب تھی۔ ایک ایسی سائنس دان خاتون کے لئے ان کے نام کا شائع نہ کرنا۔ جس مقصد کے لئے انعام جاری کیا گیا ہے اسے پورا نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تحریری معذرت نامہ انہیں ملنا چاہیئے۔

ڈاکٹر اے۔ ایچ۔ بخاری جو سلام پرائز حاصل کرنے والے تین اشخاص میں سے ایک تھے کو اس رپورٹ میں بہت زیادہ پیش کیا گیا۔ اتنا کہ باقی دو یعنی ڈاکٹر احمد اقبال چوہدری اور ڈاکٹر فرزانہ لطیف انصاری کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اور ان کی تقریر میں سے ایک فقرہ بھی پیش نہیں کیا گیا۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ ڈاکٹر بخاری کا اتنا زیادہ ذکر کیوں کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ باقی دو کو کیوں نظر انداز کیا گیا۔

آخر کار یہ کہوں گا کہ رپورٹ نے یہ غلط تاثر دیا کہ سلام پرائز ان نوجوان سائنس دانوں کو دیا جاتا ہے جو ٹیکنیکی مضامین لکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقابلہ کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ اوریجنل تنقید ہو اور وہ شائع شدہ ہو۔ ریسرچ جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے پیشہ وارانہ جرائد میں شائع ہوتی ہے جو عالمگیر طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ٹیکنیکی مضمون شامل کیا جائے۔ اسکی اس سے بھی زیادہ اہمیت ہو۔

دی نیوز انٹرنیشنل

۱۷۔ جون ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل اپنے ۱۷ر جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں ایک اداریہ میں کہتا ہے۔

ہم سیاست کی بے یقینیوں کی گہری دھند میں کھوئے گئے ہیں اور ہمارے پاس جو سرعت کے ساتھ خسارے ہمیں تکلیف دیتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تکلیف دیتے ہیں وہ خیالی نہیں بلکہ حقیقی خطرے ہیں جو ہماری

Bandits on the rampage

Lost in the thick fog of political uncertainties, we seem to have little time left to ponder over matters of grave urgency. And the budget, presented on Monday, is also bound to earmark some of our strayed thoughts for the nation's sorrows. But the deficits that have hurt us more deeply have come from not perceived but real threats to our lives and security. This is true at least in Karachi where an alarming increase in violent crime tends to be swept under the carpet of our political concerns. While the Sindh government appears to have almost been immobilised in the present environment of cloak-and-dagger manoeuvrings, no serious response to the current tide of high crime in the city is in evidence. Even the present status of Operation Cleanup, which had brought the army in the forefront of a campaign against serious crime, is in some doubt in the popular mind.

·Meanwhile, armed robberies and car snatchings at gunpoint have steadily increased. In the latest incident on Monday, three persons while resisting dacoits who had barged into their house on Monday were shot and killed. That this happened in the early afternoon in a thickly populated neighbourhood would show how daring the criminals have become, ostensibly emboldened by the lack of any stringent and effective measures to maintain law and order. This trend, of criminals becoming more and more desperate in their operations, is confirmed by recent reports.

But the most eloquent testimony to a virtual breakdown of law and order in the nation's largest city is the high incidence of car snatching. Five or six or more cars are snatched every day and the nature of this crime is such that it should not be beyond the resources of any moderately efficient administration to break the underground network. As we have repeatedly stated, vehicles cannot be stashed away in a cupboard and would be useless if not driven openly. Nor should it be possible for the criminals to indulge in this activity without the connivance of some officials at whatever level. Indeed, car snatchings were greatly reduced in the early months of the army operation launched last year. But no definite action had followed reports that revealed the involvement of some top functionaries of the provincial government. We now have incontrovertible evidence of how selective enforcement of law, allowing immunity to privileged people, breeds more crime.

In any case, the scare that the wave of violent crime has spread across the city cannot be taken lightly. It demands immediate and concerted action. Protecting the lives and property of citizens has always been the first responsibility of a government and to fail in this area is to forego the legitimacy for being in power—irrespective of the support that the chief minister may have in the provincial assembly. Clarifications about the present state of animation of the cleanup operation are also in order. An added threat to peace and security in the city is the growing tension between the two factions of MQM. Already, an area leader of the Haqiqi faction has been gunned down while a central leader of the Altaf group was manhandled a few days ago. Having been deeply wounded in recent years, Karachi can hardly bear to live with fresh outbreaks of insane violence.

The News International, Thursday, June 17, 1993

نہایت اہم کام کرنے والے ہیں ان کے متعلق سوچنے کا وقت ہی باقی نہیں رہا۔ اور جو بجٹ سوموار کے روز پیش کیا گیا اس میں بھی کئی ایسی باتیں ہونگی جو ہماری قوم کی افسوسناک حالت کا بھولے بھٹکے خیالات کے پیش نظر مظاہرہ کریں گی۔ لیکن جو جانوں کو اور ہماری حفاظت کو لاحق ہیں۔ کم از کم کراچی کے متعلق تو یہ بات کلی طور پر درست ہے۔ جہاں انتہائی خطرناک طور پر مسلح جرم بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اسے سیاسی معاملات کے قالین کے نیچے دبایا ہوا

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

موسم گرما کی تعطیلات

اس امر کا جائزہ لینا ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موسم گرما کی تعطیلات اور کام کی بندش سے ہم کیا کھوتے ہیں۔ پاکستانی ادارے سالانہ چھٹیاں کرنے میں بڑے فیاض ہیں۔ کچھ تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے ہم پاکستان ڈے۔ یوم مئی۔ ۱۴ راگست۔ یوم قائداعظم پیدائش اور برسی۔ یوم اقبال اور برسی یوم دفاع مناتے چلے آرہے ہیں۔ اس دن ہم سوائے تعطیل کے کچھ بھی نہیں کرتے۔ یوم احتجاج۔ انتخابات کی مہم کے لئے جلسے جلوس نکالنا ہم فخر سمجھتے ہیں۔ ٹرانسپورٹ۔ بینک۔ انشورنس کمپنیز۔ بحری جہاز۔ عام تجارت ہو یا تعلیمی یونٹ۔ سب کے سب ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ہماری تعلیم خصوصی طور پر متاثر ہوئی ہے کیونکہ دیگر فضول رخصتوں کے علاوہ پہلے ہی کم از کم اڑھائی ماہ موسم گرما کی تعطیلات کے لئے مختص ہیں اور پندرہ دن موسم سرما کے۔ صرف یہی نہیں بلکہ قانون کی عملداری کے وقت جو بدمزگی پیدا ہوتی ہے اس سے تعلیمی ادارے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ تشدد سے بچا جائے۔ اگر کوئی سیاسی گروپ جلوس نکالنا چاہتا ہے تو یہ ادارے بند۔ ہماری یہ غیر مستقل سیاسی صورتحال تعلیمی اداروں میں چھٹیاں کرنے کے لئے کافی وجہ ہوتی ہے۔

کامرس کالج کے فورتھ ایئر کے ایک طالب علم ثاقب حسین کہتے ہیں "ان چھٹیوں کے علاوہ ہم جمعہ ہفتہ کو تعطیل مناتے ہیں نتیجہ کے طور پر ہمارے لئے مزید چھٹیوں کا متحمل ہونا قومی سطح پر بہت بڑا المیہ ہے"۔ ان مسائل کو دیکھتے ہوئے پرائمری سطح کے پرائیویٹ سکول جو تعداد میں زیادہ ہیں تعطیلات کرتے ہیں کچھ زیادہ فیاض ہیں سرکاری سکولوں کے مقابلہ میں۔ وہ بچوں کے مستقبل اور کیریئر کی نسبت یوم پیدائش و برسی منانا زیادہ اہم خیال کرتے ہیں اس قسم کے مواقع کو منانا وہ اپنا حق سمجھتے ہیں اور قانون انہیں روک نہیں سکتا۔ چھوٹے چھوٹے مسائل پر رخصت دینے والے اداروں کو معاشرہ عزت واحترام سے دیکھتا ہے۔ اگرچہ ایک ہنگامی رخصت بچوں کے اذہان پر زیادہ دباؤ نہیں ڈالتی۔ ہاں یہ صرف روٹین کو متاثر کرتی ہے۔ لیکن دس یا پندرہ دن کا وقفہ جیسے کرفیو۔ انتخابات وغیرہ نوجوانوں کی تعلیم میں رکاوٹ ضرور پیدا کرتے ہیں۔ تعطیلات کے اس نقصان کے علاوہ ایک نقصان یہ بھی ہے کہ وہ دردسر پیدا کرتی ہیں۔ ایک طالبعلم عاصم محمود بی۔ وی سی کہتا ہے "کہ جب طالب علم رخصتوں کے بعد دوبارہ ملتے ہیں تو وہ ہمیشہ اپنے اساتذہ کو غیر منظم پاتے ہیں۔ پھر وہ نصاب کو کور (COVER) کرنے کے لئے مقررہ وقت کے اندر تیز دوڑ لگاتے ہیں۔ یقین جانئے تب وہ محسوس کرتے ہیں کہ تعطیلات فاش غلطی اور حماقت تھیں" سول ایوی ایشن سکول کی پرنسپل مس ناظمہ اطہر کہتی ہیں کہ:۔

پرائمری سطح کے سکولوں کے لئے تعطیلات کی کثرت۔ بہت زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس سے مجوزہ پروگرام خراب اور درہم برہم ہو جاتا ہے اس مداخلت یا گڑبڑ کے لئے ہم اساتذہ یا انتظامیہ کو مورد الزام نہیں کیا جا سکتا۔ یہی صورتحال کالج کی سطح پر ہے۔ وہاں بھی بدمزگی اور پریشانی ہے۔ ان کی حالت دن بدن زیادہ بدتر ہوتی جا رہی ہے کیونکہ کلاشنکوف کلچر کی وجہ سے لاء اینڈ آرڈر پر عملدرآمد کرنے پر کالج بند ہو جاتے ہیں۔ ایک سنجیدہ طالب علم اس قسم کی صورتحال سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

بے یقینی۔ پریشانی اور بے قراری کی فضاء میں تعلیم کی طرف توجہ دینا ناممکن ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کی سوسائٹی میں جو ابھی تک تعمیری مراحل میں سے گذر رہی ہے طالب علم کا ایک دن جو ضائع ہو جائے کی مثال اس گائے کی ہے جسے تم خوراک نہ دو اور اس کے دودھ کی ضرورت تمہیں روزانہ ہو۔ سلمان حسنات جو آدم جی کالج کے دوسرے سال کے طالب علم ہیں کہتے ہیں "ایک طالب علم کی تعلیم کا سارا دن ضائع کرنا ایک ایسے موقع کی نشاندہی کرنا ہے جس کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ یہ صورتحال بہت نامناسب ہے" وہ مزید کہتے ہیں کہ سائنس کے طالب علم کبھی بھی ان نقصانات اور صورتحال کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنے پروگرام کے مطابق تعلیم جاری رکھنی چاہیئے۔ جبکہ ہم نے ہفتہ میں دو دن عملی تجربات کرنے ہوتے ہیں۔ جب کبھی ان دنوں میں کوئی چھٹی آ جاتی ہے تو ہمیں ان پریکٹیکل کام کے لئے تقریباً ایک ماہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں متعلقہ تھیوری کو بار بار پڑھنا ہوتا ہے جو دہرا نہیں سکتے۔

تعطیلات کی کثرت سے طالب علموں کے حوصلہ۔ اخلاقی جرأت میں پستی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ جب ایک طالب علم کالج جانا شروع کرتا ہے تو اسے کالج کے مخصوص ماحول میں ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔ تو اچانک وقفہ اس کے اس پرسکون ماحول کو توڑ دیتا ہے خصوصاً جب امتحانات قریب ہوں۔ یہ کیفیت طالب علموں کو بے چین اور اعصاب زدہ بنا دیتی ہے نتیجۃً ان کو ٹیوشن مراکز کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور وہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کالج کی ایک طالبہ اسماء جعفر کہتی ہیں کہ میں ۱۹۹۲ء میں بمشکل ہی کالج گئی ہونگی۔ دیگر بے شمار وجوہات کی بناء پر تعطیلات کی کثرت نے کالج کے ماحول کو غیر سنجیدہ بنا دیا ہے۔ جہاں تک تاریخی دنوں کے منائے جانے کا تعلق ہے چھٹیوں کی وجہ سے ان کی تاریخی اہمیت کھو دی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس دن گھروں میں بیٹھیں ہمیں چاہیئے کہ ان مواقع پر مثلاً یوم پاکستان۔ یوم قائداعظم اقبال ڈے یوم مئی۔ سکولوں۔ کالجوں میں مباحثے۔ سیمینار اور ڈرامے وغیرہ منعقد کرنے کا انتظام کریں تاکہ نئی نسل ان ایام کی اہمیت سے آگاہی حاصل کر سکے۔

اس نہ ختم ہونے والی تعطیلات کی فہرست کے پیچھے خصوصاً تعلیمی میدان میں ایک مضبوط وجہ مناسب منصوبہ بندی کی کمی ہے۔ اس میدان میں صحیح منصوبہ بندی کی کمی نے تعلیم کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ کئی سالوں سے ہم ایسی نامناسب منصوبہ بندیوں پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ دعدہ اور ہم آہنگی ہماری زندگی کا حصہ نہیں بن رہی۔

ہمارے حکمران ایک دن کی بریک یا رخصت کا مطلب مشکل سے ہی سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صنعت کا رک جانا۔ کارخانوں اور تعلیمی اداروں کا بند ہو جانا۔ جبکہ صنعتی پلانٹس کئی ملین روپے کے خسارے میں جا رہے ہوں۔ یہ ان کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ صرف آئے روز تعطیلات کا اعلان کرنے سے صرف سیاسی مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ ہم ان بیمار روایات کی پیروی کر کے اپنا کتنا قیمتی وقت اور ذرائع انکم و پیداوار کو ضائع کرتے ہیں۔ رافع نثار جو آئی۔ بی اے کا ایک طالب علم ہے کہتا ہے یہ ایک قومی ضیاع ہے۔ وہ مزید کہتا ہے کہ قیاسیات پر مبنی عمل کسی لیاقت علی۔ علامہ اقبال کو ہرگز پیدا نہیں کر سکتا۔ مزید زور دے کر کہا کہ اس وقت تعلیمی میدان میں سنجیدہ اور کھلے و بالغ نظر پنڈتوں کی ضرورت ہے تاکہ ڈسپلن اور باقاعدگی فروغ پا سکے وہ کہتا ہے کہ آئی بی اے کاروباری ادارے کی کامیابی کی وجہ صرف ڈسپلن ہے۔ یہی وہ واحد ادارہ ہے جو کرفیو اور خراب موسم میں بھی کھلا رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تعلیمی مراکز کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ تعطیلات کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ طالب علم تعلیمی کیمپوں سے دور لے جائے جا رہے ہیں۔ اس صورتحال میں طلباء کیا تعلیمی کٹوتی یا رکاوٹ میں حصول علم کی طرف توجہ دے سکتے ہیں کیا یہ بات ان میں سلیبس کے پورا کرنے کا احساس پیدا کر سکتی ہے۔ نہیں۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ وقت کے ضیاع کو بڑے پیمانہ پر کم کیا جائے۔ تعلیم صحیح منصوبہ بندی کے تحت جاری رکھنے کا انتظام کیا جائے اور امتحانات وقت پر لینے کا انتظام کیا جائے۔ مختصر یہ کہ ان متاثرہ روایات کو فوری طور پر ختم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ ان وجوہات کی بناء پر تعطیلات کی کثرت ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ فیصلہ پالیسی بنانے والوں کے ہاتھ میں ہے۔ جن کو یہ نکتہ سمجھ لینا اور اس پر عمل کرانا چاہیئے قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے اور وقت ہاتھ سے نکل جائے۔

آخر میں معزز قارئین کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ تعطیل اور چھٹی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ گھر میں

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدسیہ روحی

طلباء کی سوچ اور ان کا ذہنی رویّہ

محترم نسیم سیفی صاحب۔

پہلی مرتبہ آپ سے مخاطب ہوں "الفضل" کی قاری ہوں جس میں مختلف موضوعات پر لکھا جاتا ہے اور خوب لکھا جاتا ہے۔ اخبار کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ میری یہ خواہش رہی کہ میں بھی "الفضل" کے لئے کچھ نہ کچھ لکھوں مگر یہ خواہش خواہش ہی رہی اور اس کو عملی جامہ نہ پہنا سکی۔ اب کافی سوچنے کے بعد "الفضل" کے لئے ایک مضمون تیار کیا ہے۔ اگر یہ معیار پر پورا اترتا ہے اور قابل اشاعت ہے تو بہت شکریہ اور اگر ایسا نہیں ہے تو بھی شکریہ۔

خدا آپکو لمبے عرصے تک اسی طرح کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کسی قوم کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی تعمیر میں اس قوم کے نوجوان طلباء کا کردار اس عمارت کے لئے ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس قوم کے طلباء کی ذہنی سوچ صحت مند اور خوش آئند ہو گی۔ اس کی عمارت اتنی ہی مضبوط ہو گی اس عمارت کی مضبوطی میں اس وقت دراڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں جب ان کی ذہنی سوچ غیر صحت مند ہو جاتی ہے۔ ہمارا آج کا معاشرہ جس دور سے گزر رہا ہے اس میں خاص کر ہمارے نوجوان طلباء شدید مایوسی اور فرسٹریشن کا شکار نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں نے کتابوں کو اپنے سے دور کر دیا ہے۔ تعلیم سے متنفر نظر آتے ہیں اور اسلحہ کا سہارا لے کر سمگلنگ اور منشیات جیسے خوفناک جرائم میں ملوث ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

ایسے حالات کسی قوم کے تنزّل کا واضح اشارہ ہوتے ہیں۔ اس صورتحال میں ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہو گا کہ ہمارے طلباء کی اس مایوسی اور غیر صحت مند ذہنی رجحان کی اصل وجوہات کیا ہیں جو ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں اور یہ لوگ اپنی منفی سوچ کو کس طرح مثبت سوچ میں بدل کر آنے والے دنوں کو ایک نئی روشنی سے منور کر سکتے ہیں۔ اپنی ذات اور اپنے ملک کے مستقبل کو کس طرح محفوظ کر سکتے ہیں اس کے لئے ہم ماہر نفسیات حمید ہاشمی کی کتاب "نفسیات اور آپ" کے حوالے سے بات کریں گے۔

وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "ہر معاشرے کے کچھ مفروضے ہوتے ہیں جن میں کچھ معقول اور کچھ غیر معقول ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک مفروضہ یہ بھی ہے کہ ایک شخص کے کردار و گفتار سے معاشرے پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا مثلاً ایک شخص یہ سوچتا ہے کہ وہ کتنا ہی پارسا و راست باز کیوں نہ بن جائے معاشرتی برائیاں اس کے اس عمل سے کم نہیں ہو سکتیں اور اسی طرح ایک طالب علم یہ سوچتا ہے کہ وہ اگر کمرۂ امتحان میں صرف ایک سوال کا جواب نقل کر لے تو اس سے معاشرے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اور معاشرے میں کوئی انقلاب برپا نہیں ہو سکتا۔ تو یہ اس کی خام خیالی ہے کیونکہ ہر شعبے سے تعلق رکھنے والا شخص اگر یہ سوچ رکھے گا تو یہ ایک معاشرتی سوچ بن جائے گی جس طرح پر لوگ عمل کریں گے وہی معاشرے کی ڈگر بن جائے گی۔ انہی لوگوں کی انفرادی اقدار مجموعی سطح پر معاشرتی اقدار کی صورت اختیار کر لیں گی۔ اگر ان لوگوں کی انفرادی اقدار اور ان کی گفتار و کردار درست اور معقول ہیں تو معاشرتی اقدار اور سوچ کا انداز بھی معقول ہو گا"۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی باشعور شخص نے اپنے کردار و گفتار سے نیکی اور راستبازی کی مثال قائم کی تمام معاشرہ اس کی روشن کردہ راہ پر گامزن ہو گیا۔

ہم لوگ اکثر اوقات مسائل کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان کے حل کی تلاش مستقل طور پر ملتوی کر دیتے ہیں مثلاً امتحان کے نزدیک بھی ایک طالب علم یہی سوچتا ہے کہ ابھی امتحان میں بہت وقت باقی ہے اس لئے آج اس کو پڑھائی کی بجائے تفریح کر لینی چاہیئے یوں امتحان کے دوران بھی طلباء اپنا وقت پڑھائی میں صرف کرنے کی بجائے فضول اور بے مقصد کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں اور وہ لاشعوری طور پر اس خیال میں ہوتے ہیں کہ کوئی غیبی طاقت ان کی مدد کو آئے گی اور وہ آسانی سے اپنا امتحان پاس کر لیں گے جب نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے تو وہ پورے معاشرے کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ ہمارے طلباء کی ایک سوچ یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ تصور کئے ہوئے ہوتے ہیں کہ کام نہ کرنا سکھی رہنے کے مترادف ہے اس لئے وہ کام کرنے کی بجائے فارغ رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ ان کی سوچ کا اہم جزو بن کر رہ جاتا ہے ان کا تمام کردار اس سے متاثر نظر آتا ہے۔

ہمارے ہاں ہر سال تعلیمی ادارے تقریباً تین ماہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ ہمارے طلباء کام نہ ہونے کی وجہ سے یہ لمحات بیکاری میں صرف کرتے ہیں عدم مصروفیت کی بناء پر ان پر بوریت اور مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس طرح وہ بہت سی دوسری ذہنی الجھنوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم ان طلباء کی عدم مصروفیت کی وجوہات پر غور کریں تو دو وجوہ بہت واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ پہلی وجہ طلباء کی مخصوص سوچ یعنی وہی غیر معقول مفروضہ کہ کام نہ کرنا سکھی رہنے کے مترادف ہے مثلاً سکول میں گھر کا کام نہ کرنے پر طلباء کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر کے استاد کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ معقول وجوہات کی بناء پر گھر کا کام نہ کر سکے اگر استاد سخت گیر ہو تو دوسرے کسی طالب علم کی نقل کر لیتے ہیں تاکہ پٹائی سے بچ سکیں۔ کالج کے طلباء کلاس میں جانے کی بجائے جسے وہ کام تصور کرتے ہیں کھیلنے اور بیکار بیٹھے رہنے یا پھر کالج میں بے مقصد گھومنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پڑھائی اور دوسری تعلیمی سرگرمیوں کو ملتوی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے چنانچہ امتحان کے نزدیک وہ طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہیں تاکہ امتحان ملتوی ہو سکیں اور جب امتحان ملتوی ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ پھر پڑھنے کے بجائے وقت ضائع کرنے اور فارغ پھرنے پر کمربستہ نظر آتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی غیر صحت مند سوچ کی وجہ سے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

انسانی نفسیات فطری طور پر کچھ اس قسم کی ہے کہ ایک شخص کے ذہنی سکون اور کام کی مقدار میں ایک واضح تناسب ہے۔ وہ جتنا زیادہ کام کرے گا اتنا ہی زیادہ وہ ذہنی طور پر پرسکون اور مطمئن محسوس کرے گا بشرطیکہ کام کی نوعیت انسانی اقدار کے برعکس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ طلباء چھٹیوں میں کام نہ ہونے کی وجہ سے مایوسی، بوریت اور بے راہ روی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے وہ اپنی زندگی اور اپنے گردوپیش کے حالات سے دل برداشتہ نظر آتے ہیں۔ ہمارے نوجوان طلباء کی یہ ذہنی کیفیت ہمارے بہت سے معاشرتی مسائل کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔

طلباء کی غیر صحت مند ذہنی کیفیات کی دوسری وجہ ہمارا فرسودہ نظام تعلیم ہے۔ عرصہ پہلے سے جو طریقہ تعلیم دیا گیا تھا وہ اب بھی جاری ہے اس کا ہمارے موجودہ حالات اور وسائل سے کوئی تعلق بامعنی طور پر نہیں بنتا۔ نتیجہ کے طور پر جو طالب علم تعلیمی دور کے دوران جو کچھ سیکھتا ہے وہ ہمارے موجودہ حالات کے پیش نظر بے معنی اور نامناسب ہوتا ہے چونکہ طالب علم حساس طبیعت کی وجہ سے یہ سمجھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس لئے اس کا پڑھائی میں دلچسپی نہ لینا ایک حق بجانب عمل ہے یہ مسئلہ ہمارے ملک کے تمام طلباء اور نظام تعلیم سے منسلک ہے لیکن اس کے ساتھ طلباء پر یہ لازم ہے کہ وہ نظام تعلیم کی فرسودگی کا بہانہ بنا کر بے کار رہنے پر آمادہ نہ رہیں۔ اور وقت ضائع نہ کریں بلکہ کلاس روم کے اندر اور باہر اپنی بامعنی تعلیم کا خود مناسب بندوبست کریں۔ حالات کے ناسازگار ہونے کی شکائت ایک طالب علم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننی چاہیئے۔ اگر وہ اپنی تعلیمی اور حقیقی زندگی میں مطابقت نہیں کر پاتے تو خود انہیں اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ تعلیم کیا ہونی چاہیئے اور پھر اس کے حصول کے لئے انہیں مسلسل کوشش کرنی چاہیئے۔ ہمارے ملک میں طالب علم ایسا کرنے کے قابل اس وجہ سے نہیں بن سکے کہ ہمارے ہاں نظام تعلیم میں ایک استاد کے علم ہی کو سب کچھ سمجھ لیا جاتا ہے۔ خواہ اس کی اہلیت کچھ ہی کیوں نہ ہو طلباء اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ ان کے اساتذہ ان کی تعلیم کی فکر خود کریں گے۔ یوں ان میں اپنی تعلیم کے بارے میں ذہنی محتاجی کا رویہ پایا جاتا ہے وہ اپنی تعلیم کے بارے میں ازخود کوئی کوشش نہیں کرتے وہی کتابیں پڑھتے ہیں جو استاد پڑھنے کو دیتے ہیں۔ انہی مضامین کا چناؤ کرتے ہیں جو ان کے بزرگ یا اساتذہ ان کے لئے مناسب سمجھتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر جب ان کا اپنے اساتذہ سے براہ راست

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان ـــــ مبشر احمد عابد

مکرم ماسٹر محمد بخش صاحب

چچا جان نے محترم مولانا عزیز الرحمن صاحب منگلا کی کوششوں سے ۱۹۵۵ء میں احمدیت قبول کی۔ اور پھر آخری دم تک اس عہد بیعت کو نہایت وفا کے ساتھ نبھایا۔ چچا جان اپنے گاؤں میں پہلے شخص تھے جو سکول ٹیچر تھے۔

آپ نے بلھے والا میں لمبا عرصہ ملازمت کی وہاں کے علاقہ کے سارے لوگ آج بھی نہایت عزت کے ساتھ آپ کو یاد کرتے ہیں آپ نے اپنی ملازمت کو نہایت ایمانداری سے نبھایا اسی وجہ سے آپ کے تلامذہ جو آج بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ آپکو بہت عزت سے یاد کرتے ہیں اور آپ کا نام آتے پران کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں اور ہر ایک کے منہ سے یہ فقرہ نکلتا ہے کہ آپ نے اپنے فرض کو نہایت احسن رنگ میں نبھایا۔ اور ہماری احسن رنگ میں تربیت کی۔

چچا جان کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جماعتی کاموں میں سردھڑ کی بازی لگا دیتے اور جماعتی کاموں میں اس قدر غرق ہو جاتے کہ بیوی بچوں کو بھی بھول جاتے۔

آپ کئی سال تک جماعت احمدیہ جل بھٹیاں کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال رہے پھر آپ ۱۹۸۳ء میں جب بچوں کی تعلیم کی خاطر احمد نگر منتقل ہو گئے تو تھوڑے عرصہ میں اپنے اخلاص اور تقویٰ کی وجہ سے احباب جماعت کے دلوں میں رچ گئے اور احمد نگر میں امامت کے فرائض کے ساتھ زعیم انصاراللہ کے فرائض بھی نبھاتے رہے۔

بہر حال آپ کو جماعت سے بے انتہا عشق تھا۔ اور جماعتی ذمہ داریوں کو نہایت وفا کے ساتھ نبھاتے اس بات پر آج جماعت احمدیہ جل بھٹیاں اور احمد نگر کا بچہ بچہ گواہ ہے۔ اور آپ کی شخصیت کو قابل رشک سمجھتا ہے۔

چچا جان کو جماعت کے واقفین زندگی اور امامت احمدیہ سے والہانہ عشق تھا جب سے خاکسار نے وقف کیا اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا تو ہمیشہ اٹھ کر ملتے اور بہت عزت کرتے۔ تمام بچوں کو نظام امامت کی اطاعت کا سبق دیتے فرماتے تھے کہ امامت کی کسی ایک کڑی کی اطاعت نہ کی تو خدا کے سامنے جوابدہ ہونگے۔

چچا جان بہت ملنسار۔ با اخلاق، عاجز، عبادت کرنے والے تھے۔ اپنی ان بے شمار خوبیوں کی وجہ سے اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں میں بھی بیحد مقبول تھے۔

یہ میرے پیارے چچا جان نصف صدی کے قریب عمر گذار کر جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے آپ کو کئی سال سے گردوں کی تکلیف تھی آخر یہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔

آپ ۱۸ اور ۱۹ دسمبر ۹۲ء کی درمیانی شب سوا ایک بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

؎ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو۔

آپ نے ایک بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے۔

تمام بچے ابھی اپنی تعلیم کے مراحل مکمل کر رہے ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ آپ کے ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

بقیہ: صفحہ ۳

ہے۔ جہاں تک سندھ کی حکومت کا تعلق ہے یہ تو موجودہ حالات میں کوئی ایکشن ہی نہیں لے رہی۔

اسکی طرف سے اس سلسلے میں کوئی جواب ہی نہیں مل رہا کہ شہر میں کس طرح جرائم وقوع پذیر ہو رہے ہیں اپریشن کلین اپ کی موجودہ کیفیت (اور اس اپریشن میں جرم کے خلاف مہم چلانے کے لئے فوج کو دعوت دی تھی) ایسا لگتا ہے کہ اس کے متعلق بھی عوام الناس میں کچھ شبہات پائے جاتے ہیں۔

اس دوران مسلح ڈاکے اور بندوق دکھا کر چوریاں اور کاریں چھیننا خاصا زیادہ ہو گیا ہے۔ سوموار کے روز تین افراد جو کہ ڈاکوؤں کا مقابلہ کر رہے تھے (وہ ڈاکو جو ان کے گھر میں گھس آئے تھے) انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور یہ واقعہ دوپہر کے پہلے حصے میں ایسی جگہ رونما ہوا جہاں آبادی بہت زیادہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جرم کرنے والے لوگ کتنے دلیر ہو چکے ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ ان کے خلاف ضروری اور مؤثر اقدامات کر کے امن قائم نہیں کیا جاتا۔ مجرموں کا یہ رویہ زیادہ سے زیادہ خطرناک ہوتا جا رہا ہے اور اس بات کی تائید حال ہی میں ملنے والی رپورٹوں سے ہوتی ہے۔

لیکن اس بات کا منہ بولتا ثبوت کہ امن وامان کی حالت ملک کے سب سے بڑے شہر میں انتہائی خراب ہو چکی ہے یہ ہے کہ وہاں کاریں بہت زیادہ تعداد میں چھینی جا رہی ہیں۔ پانچ چھ بلکہ اس سے بھی زیادہ کاریں ہر روز چھینی جاتی ہیں اور اس جرم کی کیفیت یہ ہے کہ اسے روکنے کے لئے حکومت کے پاس وسائل موجود ہیں اور وہ ایسا کر سکتی ہے کہ اس کے جال کو توڑا جائے۔ ہم نے بار بار کہا ہے کہ کاریں ایسی چیز ہیں جو چرا کر کسی الماری میں تو رکھی نہیں جا سکتیں اور اگر انہیں کھلے میں چلایا نہ جائے تو ان کا چرانا بے فائدہ ہے اور مجرموں کے لئے اس بات کا امکان ہے کہ وہ یہ جرم بعض افسروں کی ملی بھگت سے کریں۔ چاہے وہ افسر کسی بھی درجہ کے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ کاروں کا چھیننا گذشتہ چند مہینوں میں خاصا کم ہو گیا تھا گذشتہ چند مہینوں سے مطلب ہے کہ جب فوجی اپریشن شروع ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب یہ پتہ چلا کہ بعض اعلیٰ درجہ کے افسر جن کا تعلق صوبائی حکومت سے تھا وہ بھی اس میں ملوث ہیں تو کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اب ہمارے پاس ناقابل تردد شواہد موجود ہیں کہ قانون کو لاگو کرنے کے لئے کس طرح امتیازی سلوک کیا جاتا ہے بڑے لوگوں کو کس طرح چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں جرائم بڑھتے ہیں۔ کچھ بھی ہو اس مسلح جرم کی لہر تے جواب سارے شہر میں پھیلی ہوئی ہے۔ سنجیدگی کی نظر سے دیکھنا پڑے گا یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ فوری کارروائی کی جائے لوگوں کی جان ومال کی حفاظت حکومتوں کی سب سے پہلی ذمہ داری رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں ناکامیابی اسی جواز کو کھو دیتی ہے کہ کوئی اقتدار میں رہے۔ باوجود اس کے کہ چیف منسٹر کو صوبائی اسمبلی میں کتنی اکثریت حاصل ہے۔ اس وقت کلین اپ اپریشن کے ذریعے جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس کی وضاحتوں کی ضرورت ہے۔

ایک مزید خطرہ جو امن اور حفاظت کو لاحق ہے وہ یہ ہے کہ ایم۔کیو۔ایم کے دو دھڑوں میں آپس میں کشمکش بڑھ رہی ہے۔ اس سے قبل حقیقی دھڑے کے ایک لیڈر کو ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ الطاف گروپ کے ایک مرکزی لیڈر کے ساتھ بہت برا سلوک کیا گیا۔ کراچی گذشتہ سالوں میں خاصا زخمی ہو چکا ہے اور اب اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس مجرمانہ تشدد جو اب بھڑک اٹھا ہے اس میں زندہ رہ سکے۔

بقیہ: صفحہ ۴

انسان بالکل فارغ اور نکما بیٹھ رہے۔ اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہوتا ہے کہ کام کے تسلسل کی وجہ سے کچھ وقت آپ کو آرام کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جونہی انسان آرام کر کے تازہ ہو وہ مزید لگن اور محنت کے ساتھ کام میں مصروف ہو جائے۔ چاہے گھر ہو یا دفتر۔ اسے احساس ذمہ داری ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ مت خیال کرے کہ رخصت لینا میرا حق تھا جو مجھے لازماً حاصل کرنا ہے اس ضمن میں اسے موقع کی نوعیت دیکھنا ضروری ہے۔ اگر رخصت لینے کے بغیر کوئی چارہ نہیں پاتا تو ضرور لے۔ یہ نہیں کہ بلاوجہ یا اپنا حق سمجھ کر رخصتیں لیتا پھرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر ایک شہری کو اپنے فرائض کما حقہٗ پورے ملی جذبہ کے ساتھ بجالانے کی توفیق دے۔

بقیہ: صفحہ ۵

رابطہ ختم ہو جاتا ہے تو وہ ذہنی طور پر بیکار ہو جاتے ہیں۔ یہ ذہنی محتاجی کا رویہ ان طلباء میں معاشی اور نفسیاتی مسائل پیدا کر دیتا ہے۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد یا پھر تعطیلات کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوجوان طلباء بہت سے ایسے کام کر سکتے ہیں جو ان کے ذہنی رویہ اور سوچ کو مثبت انداز میں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کر سکتے ہیں مثلاً عدم مصروفیت کی صورت میں نوجوان طلباء کو چاہیئے کہ وہ اپنے مخصوص طبقے سے نکل کر دوسرے طبقات کے بارے میں معلومات حاصل کریں یا پھر دنیا میں ہر رنگ و نسل کے لوگ بستے ہیں ان کی تہذیب و تمدن، رہن سہن اور عادات و اطوار کے بارے میں شناسائی حاصل کر کے اپنے تجربات کو وسعت دیں یا پھر ان تخلیقی قوتوں کو اپنے اندر سے تلاش کریں جو ابھی تک ان کے سامنے نہیں آئیں اس طرح ان کی تخلیقی شخصیت کی نشوونما ہوگی اور اس طرح یہ لوگ اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ بامعنی اور تخلیقی پائیں گے۔ خاص کر احمدی نوجوان طلباء ان دنوں میں اپنے آپ کو دعوت الی اللہ کے لئے وقف کرنے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح ان کی سوچ، ذہنی رویوں اور کردار کی بھرپور انداز میں نشوونما ہوگی جو نہ صرف ان کی اپنی ذات بلکہ ساری قوم کے لئے بے تحاشا فوائد کا موجب بنے گی۔ اس کے علاوہ اگر ناصرات، لجنہ اماء اللہ اور خدام وغیرہ ان تعطیلات کے دوران مختلف کورسز کا اہتمام کریں جہاں پر تمام نوجوان طلباء اپنے اپنے رجحانات کو دیکھتے ہوئے ان میں حصہ لیں۔ اور اپنے وقت کو مفید اور معلوماتی کاموں میں صرف کریں۔ مختلف فنی و ٹیکنیکل کورسز، صنعت و تجارت سے متعلق کورسز اور بہت سے دوسرے کورسز ہو سکتے ہیں تاکہ جو طلباء ان میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ایسے شارٹ کورسز مستقل بنیادوں پر کروائے جائیں تاکہ جو طلباء جس وقت بھی فارغ ہوں وہ اس سے بہتر طور پر مستفید ہو سکیں۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۸۹۲۹ میں

نصیر احمد خان ولد محمد شفیع خان قوم پٹھان پیشہ ڈاکٹر عمر ۲۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۰۔ مسلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۶-۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ نصیر احمد خان ۳۰۔ مسلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر ۱۔ شیخ بشارت احمد وصیت نمبر ۲۷۵۵۲ گواہ شد نمبر ۲۔ حفیظ اللہ خان ۹۶ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد رفیع ناصر صاحب ربوہ کے بہنوئی مکرم میاں محمد احمد صاحب محمود آباد کراچی میں بیمار ہیں۔

○ محترم سید مصطفےٰ ثابت صاحب جو کہ جماعت کے بہت مخلص علم دوست مصری احمدی ہیں آجکل LEUKAEMIA سے ٹورانٹو کینیڈا میں صاحب فراش ہیں۔

○ محترمہ عابدہ صاحبہ بیگم محمد عثمان صاحب ورک ابن چوہدری محمد اسحاق صاحب ورک کنگسٹن کینیڈا ابھی چند ماہ سے دماغی عارضہ (یادداشت کھو بیٹھی ہیں) میں مبتلا ہیں۔

○ مکرم ڈاکٹر فیضی صاحب کے بیٹے عزیز زبیر کو دل کی تکلیف ہے۔ ان کے دل کا اپریشن متوقع ہے۔

○ مکرم سید احسن اسمٰعیل صدیقی صاحب گوجرہ سے لکھتے ہیں۔

ـ میری ایک عزیزہ مکرمہ نصرت بٹ صاحبہ راولپنڈی جو لیڈی ہیلتھ وزیٹر ہیں بعارضہ کمر درد علیل ہیں۔ اپریشن کا خیال ہے۔

○ محترمہ آمنہ مبشر صاحبہ ربوہ کی خالہ زاد بہن محترمہ صادقہ خاتون عرصہ سے جوڑوں کے درد اور بعض دیگر عوارض سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ آج کل بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔

○ مکرم ماسٹر غلام محمد نصیر صاحب ۱۶/۲ دارالیمن غربی ربوہ نے عرصہ تین ماہ ہوا کہ دائیں آنکھ کا اپریشن کروایا تھا لیکن ابھی تک آنکھ ٹھیک نہیں ہوئی۔

○ مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کی والدہ محترمہ ضعف اور بلڈ پریشر کی مریضہ ہیں۔ اسی طرح انکی اہلیہ بھی بلڈ پریشر اور شوگر کی مریضہ ہیں۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ ڈاکٹر شہناز اختر کیوریٹو کلینک ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ ۲۷ مئی ۱۹۹۳ء کو بعمر ۷۵ سال وفات پاگئی ہیں۔

احباب ان کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کریں۔

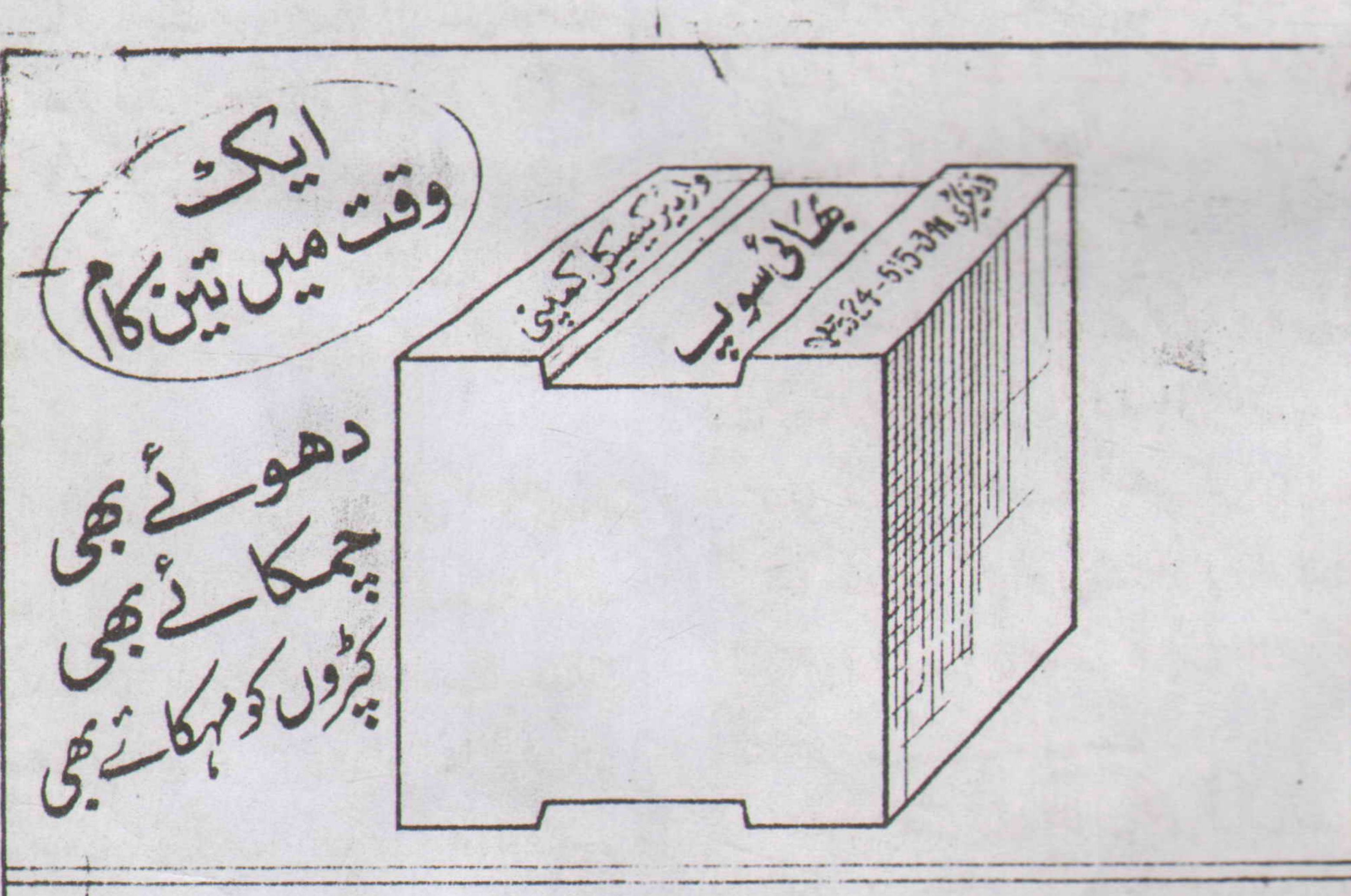

رجسٹرڈ
بھائی سوپ
WARRIOR

وزن میں پورا ● معیار میں اعلیٰ

بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزا سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کیساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔ اونی سوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دھلائی کے لئے مشہور زمانہ وارئیر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں۔

وارئیر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد

فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ۷۱۷۷۶-۴۰۰۶۲ // فیکٹری ۶۱۵-۳۴۰/۴۵۲۴

صدقات برائے نادار مریضان

صدقات بلاؤں کو ٹال دیتے ہیں اور ناگہانی آفات سے بچاتے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کا علاج احباب جماعت کے صدقات و عطیات سے ہوتا ہے۔ احباب جماعت سے اس مد میں فراخدلی سے عطیات دینے کی گزارش ہے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۲۹ ۔ جون ۔ آج سے گرمی میں دوبارہ اضافہ ہو گیا ہے

○ لاہور ہائیکورٹ نے پنجاب کے گورنر کے حکم کو غیر قانونی اور غیر آئینی قرار دیتے ہوئے پنجاب اسمبلی بحال کر دی ۔ لیکن اسمبلی کی بحالی کے فیصلے کے تھوڑی دیر بعد پنجاب کے گورنر نے وزیر اعلیٰ کے مشورے پر پنجاب اسمبلی ایک بار پھر توڑ دی ۔ گورنر کی جانب سے منظور وٹو کو وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیتے رہنے کی ہدایت کی ہے ۔ وزیر اعلیٰ کے مشورے پر گورنر پنجاب نے ۴ ماہ کے لئے صوبے کے بجٹ کی منظوری بھی دے دی ہے ۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ۲۹ ۔ جون کو پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بے حد اہم ہو گا ۔ اور اس میں کسی بھی وقت اہم فیصلے کی نوبت آ سکتی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ مشترکہ سیشن کے بعد وفاقی کابینہ میں ردو بدل کیا جائے گا ۔ عام انتخابات ۹۵ء کے آخر میں ہونگے ۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر کو بتا دیا ہے کہ مڈٹرم الیکشن کا مطالبہ کرنے والی زیادہ تر جماعتوں کی قومی اسمبلی میں نمائندگی تک نہیں ۔ عوام انہیں اور ان کی جماعتوں کو مسترد کر چکے ہیں اسی لئے وہ موجودہ اسمبلیوں کے دشمن بن گئے ہیں ۔

○ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے ۲۲ ۔ ارکان پنجاب اسمبلی کے وارنٹ گرفتاری دوبارہ جاری کر دیئے ۔ عدالت نے کہا ہے کہ ۴ ۔ جولائی کو ان افراد کو عدالت میں پیش نہ کیا گیا تو تھانہ ریس کورس کے ایس ۔ ایچ ۔ او کے خلاف بھی کارروائی ہو گی ۔ ان ارکان اسمبلی کے خلاف پنجاب اسمبلی کے سیکرٹری حبیب اللہ چوہدری کو اغوا کرنے کا الزام ہے ۔

○ عراقی دار الحکومت بغداد پر حملے کے بعد امریکہ کو سلامتی کونسل میں سخت خفت اٹھانی پڑی ہے اور اسے ارکان کی طرف سے وہ تائید و حمایت حاصل نہیں ہو سکی ہے جس کی توقع وہ کر رہا تھا ۔ صرف برطانیہ نے حملے کو حق بجانب قرار دیا ۔ جبکہ چین کی طرف سے شدید نکتہ چینی کی گئی ۔ فرانس ، برازیل اور ۵ غیر وابستہ ممالک نے امریکہ کی واضح حمایت کرنے سے گریز کیا ۔ عرب لیگ نے کہا ہے کہ یہ ایک بزدلانہ اقدام ہے ۔

○ پاکستان کے وزیر خارجہ نے عراق پر حملوں کی حمایت کرنے والے ملکوں سے کہا ہے کہ وہ بوسنیا میں سربیا کی جارحیت کے خلاف بھی اسی طرح کی کارروائی کریں ۔ اسی طرح سے کشمیر اور فلسطین کے لوگ بھی بین الاقوامی برادری سے اسی طرح کے ردعمل کے مستحق ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں بغداد میں ہونے والے جانی نقصان پر تشویش ہے ۔

○ پاکستان کی قومی اسمبلی کی بحالی سے متعلق پاکستان سپریم کورٹ کے ۶ ۔ ججوں کا تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا گیا ہے ۔ فل بنچ میں شامل جسٹس صاحبان نے ۹ ۔ علیحدہ علیحدہ فیصلے ریکارڈ کرائے اور اپنے اپنے فیصلے کی وجوہات بیان کیں ۔ ۶ ججوں کا فیصلہ ۶۳۷ ، صفحات پر مشتمل ہے ۔

○ آرمینیائی فوجوں نے نوگورنو کاراباخ کے متنازعہ علاقے میں آذر بائیجان کے آخری بڑے شہر پر قبضہ کر لیا ہے جس کے بعد عملی طور پر سارا نوگورنو کاراباخ اور مغربی آذر بائیجان کا بڑا علاقہ اس کے کنٹرول میں چلا گیا ہے ۔

○ وفاقی بجٹ کے خلاف محکمہ ڈاک کے ہزاروں ملازمین نے گذشتہ روز ملک بھر میں دو گھنٹے کی ہڑتال اور احتجاجی مظاہرے کئے ۔ ڈی آئی پی ڈاک کی ترسیل کے علاوہ تمام کام بند رکھا گیا اور بجٹ کا پتلا نذر آتش کیا گیا ۔

○ پنجاب کے گورنر چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے ۔ جس کا انہیں قانون اور آئین کی رو سے کوئی اختیار نہیں ہو گا انہوں نے کہا کہ وہ آئین کی رو سے اپنی ذمہ داریوں اور حدود سے پوری طرح آگاہ ہیں ۔

○ قومی اسمبلی اور حکومت کی بحالی کے سپریم کورٹ کے فیصلے میں شامل جسٹس سجاد علی شاہ کا اختلافی نوٹ بھی شائع کر دیا گیا ہے ۔ انہوں نے اپنے اختلافی نوٹ میں کہا ہے کہ قومی اسمبلی کی بحالی سیاسی بحران کا حل نہیں ۔ اس کا آئینی حل عوام سے رجوع کرنا ہے ۔ سپریم کورٹ کے موجودہ فل بنچ کے ۱۱ میں سے ۷ جج وہی ہیں جنہوں نے طارق رحیم کیس کی سماعت کی اور بینظیر بھٹو کی حکومت کی برطرفی کے فیصلے کو برقرار رکھا ۔ انہوں نے لکھا ہے کہ فیصلہ قانون کے مطابق ہونا چاہیئے نہ کہ کسی کی خوشی کے لئے ۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کے زیر اہتمام گذشتہ روز پھر اسمبلی ہال کے باہر اور ہائی کورٹ کے گیٹ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا ۔ جلوس کے لوٹا بردار کارکنوں نے غباروں کے ذریعے لوٹے اڑائے ۔ لوٹا بردار جلوس میں شریک عورتوں نے ہائی کورٹ کا گیٹ پھلانگنے کی کوشش کی جو پولیس نے ناکام بنا دی ۔ مظاہرین نے جی ۔ پی ۔ او اور مال روڈ کے علاوہ عدالت عالیہ کی عمارت کے اندر بھی کریکر پھینکے ۔

دانتوں کا معائنہ مفت ۔ احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
ڈینٹسٹ
۴½ بجے ۸½ بجے شام

ہر سائز ، ہر قسم فریج ، ڈیپ فریزر ، ٹی وی ، واشنگ مشین بازار سے بارعایت خریدنے کے لئے
عثمان الیکٹرونکس
۱ ۔ لنک میکلوڈ روڈ ۔ لاہور پر تشریف لائیں ۔
فون نیا : ۲۲۳۲۰۴ ، ۲۳۱۶۸۰ ، ۲۳۱۶۸۱
فون پرانا : ~~۲۲۳۲۰۴~~ ~~۲۳۱۶۸۰~~ ~~۲۳۱۶۸۱~~

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر
حضرت حکیم نظام جان کے فرزند
حکیم عبد الحمید اعوان کا
ماہانہ پروگرام
۔ ۵ تا ۷ تاریخ ۔ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ۔ فون ۹۰۶
۔ ۱۰ تا ۱۲ تاریخ ۔ سیکٹر آئی ۲/۱۰ گلی نمبر ۳۲ ۔ اسلام آباد ۔
۔ ۱۵ ، ۱۶ تاریخ ۔ مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ ۔
۔ ۲۱ تا ۲۳ تاریخ ۔ مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی ۔ فون ۵۴۸۱۶۹ ۔ PP
۔ ۲۵ تا ۲۷ تاریخ ۔ مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ۔ ملتان
فون : ۵۱۰۵۶۴ ۔ PP
باقی دنوں میں
مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی ۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے ۔ گوجرانوالہ فون ۲۱۸۵۳۴ / ۱۱۹۰۶۵

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش انٹینا
خریدنے کیلئے
قیمت ۱۳۵۰۰/- ڈش ۱۲ بمع مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
۲۱ ۔ ہال روڈ ۔ لاہور
فون : ۳۵۵۴۲۲ ۔ ۲۲۶۵۰۸

ڈش انٹینا کے لئے رابطہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کیا جاوے
WAZ SATELLITE SYSTEMS
بہترین ریسیور اور ڈش انٹینا قیمت -/15000
دفتر ۳۰۲۴ فون نمبر دفتر ۲۶۴۴
رہائش ۳۰۲۴
رابطہ : میاں حفیظ احمد ۔ احمدیہ منزل وزیر آباد ۔ موتی بازار ضلع گوجرانوالہ
راولپنڈی رابطہ : میاں نصیر احمد
میاں سعید احمد ۔ وقت بعد نماز عشاء فون نمبر ۴۲۹۷۷۱

شاندار روزگار تیز رفتار ترقی
کیوریٹو سیلز ٹیم میں شمولیت کیلئے اچھی شخصیت کے مالک تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے ۔ پرکشش ماہانہ معاوضہ ۔ تیز رفتار ترقی اور بہتر مستقبل کے خواہشمند نوجوان اپنے امیر صاحب یا صدر صاحب کی تصدیق سے درخواست لے کر خود تشریف لائیں ۔
سیلز مینجر **کیوریٹو میڈیسن کمپنی** (رجسٹرڈ) ۔ ربوہ ۔ پاکستان